# 4۔شاعروں کے لطیفے

## مولانا محمد حسین آزاد

(1830ء ۔۔۔۔۔۔۔1910ء)

## ابتدائی حالات:

محمد حسین آزاد معروف عالم دین اور صحافی مولوی محمد باقر کے بیٹے تھے۔ دلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ کی ناکام جنگ آزادی کے بعد، آزاد کے والد انگریزوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ پھر لاہور پہنچ کر محکمہ تعلیم میں پندرہ روپے ماہانہ تنخواہ پر ملازم ہوگئے۔ حکومت پنجاب نے ان سے متعدد نصابی اور درسی کتابیں لکھوائیں۔ لاہور میں قائم انجمن پنجاب میں لیکچرار اور سیکرٹری رہے۔ آخری دنوں میں، گورنمنٹ سکول لاہور میں عربی و فارسی کے پروفیسر مقرر کئے گئے ۱۸۸۸۔ میں دماغی مرض شروع ہوا جو مرتے دم تک باقی رہا۔

## اسلوب نگارش:

آزاد اردو کے صاحب طرز نثر نگار ہیں۔ وہ اپنے اسلوب بیان کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔ ان کا تمثیلی اسلوب بیان اپنے عہد کے ادیبوں اور نثر نگاروں میں منفرد بنادیتا ہے۔ تخیل آفرینی، پیکرتراشی، تجسیم نگاری، شریعت اور رنگینی، واقعہ نگاری نفسیاتی حقیقت آرائی اورمبالغہ آرائی ان کےاسلوب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ان کاانداز بیاں نثرکاایک ایساخوب صورت اوردل کش شاہکارہے۔جس نےان کے آنے والے ادیبوں کی کثرت کو متاثر کیا۔ خوب صورت اوردل نشیں نثر کے علاوہ، ان کا ایک بڑا کارنامہ، اردو میں جدید طرز شاعری ہے۔ جس کی ابتداء انجمن پنجاب لاہور کے مشاعروں سے ہوئی۔ جس کے وہ سیکریڑی تھے۔

## تصانیف:

آزاد کی تصانیف میں "آبِ حیات"، "دربارِ اکبری"، "نیرنگ خیال"، "قصصِ ہند" اور "سخندانِ فارس" بہت مشہور ہیں۔ اپنے استاد، ابراہیم ذوق کا دیوان بھی آزاد نے مرتب کیا۔ آزاد نے موضوعاتی نظمیں بھی لکھیں جو "نظم آزاد" میں شامل ہیں۔

## مشکل الفاظ کے معنی

| الفاظ | معنی | الفاظ | معنی |
|---|---|---|---|
| اشتیاق | شوق، آرزو | بالیں | سرہانا |
| پھپھولے | چھالے | تکرار | بحث |
| ٹک | ذرا | خاطر جمعی | اطمینان |
| دَدا | بچوں کو پالنے والی ملازمہ | زبان درازی | بے ہودہ گوئی |
| شبِ دیجور | تاریک رات | طول کھینچنا | بات کا بڑھ جانا |
| دادخواہی | انصاف چاہنا | غنیمت | مناسب سمجھنا |
| خیر باشد | خیر تو ہے | اہلِ جلسہ | جلسے میں شریک لوگ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| طرف دار | ساتھی | بے توقف | بغیر رکے ہوئے |

# سبق کا خلاصہ

مولانا محمد حسین آزاد نے اس سبق کے ذریعے اس بات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے کہ شعر و ادب میں طنز و مزاح کی کیا اہمیت ہے۔ شاعروں کی مزاح کی حس جس قدر تیز ہوتی ہے۔ ان کی روزمرہ کی گفتگو میں کس قدر لطف پہلو موجود ہوتے ہیں۔ ایک روز میر تقی میر اور مرزا سودا کے کلام پر دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوا تو ان کے مرشد خوجہ باسط نے کہا کہ دونوں کے کلام میں صرف "آہ" اور "واہ" کا فرق ہے۔ میر صاحب کا کلام "آہ" ہے اور سودا صاحب کا کلام "واہ" ہے۔ پھر دونوں شاعروں کا ایک ایک شعر پڑھا۔ مرزا کے ایک طرف دار نے جب مرزا کو بتایا تو مرزا صاحب نے کہا شعر تو میر کا ہے لیکن خیالات ان کی دوا کے لگتے ہیں۔

ایک دن جرات کسی جگہ بیٹھے تھے کہ انشا اللہ خان ان کے پاس آئے اور پوچھا "آپ کس فکر میں ہیں؟" جرات بولے "ایک مصرع ذہن میں ہے لیکن دوسرا ابھی نہیں سوجھا۔" انشا کے اسرار پر جرات نے یہ مصرع سنایا۔

اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی

سید انشاء نے فوراً اپنا مصرع بولا

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی